امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

کے ترجمہ قرآن کی مناسبت سے اشاعت خاص

انوارِ کنز الایمان

مرتبین

ڈاکٹر امجد رضا امجد انڈیا

ملک محبوب الرسول قادری پاکستان

انٹرنیشنل غوثیہ فورم 198/4

0321,0300 9429027 E-mail:mahmoobqadri787@gmail.com

حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی رحمۃ اللہ علیہ (مدفون: لاہور)

حضرت قائد اہل سنت شیخ الاسلام مولانا الشاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ (مدفون: کراچی)

غازی اسلام جانثار پاکستان ملک عبدالرسول قادری رحمۃ اللہ علیہ (مدفون: جوہر آباد)

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

کے ترجمۂ قرآن کی مناسبت سے

اشاعت خاص

انوارِ کنز الایمان

ڈاکٹر امجد رضا امجد (انڈیا)

ملک محبوب الرسول قادری (پاکستان)

انٹرنیشنل غوثیہ فورم

انوار رضا لائبریری 198/4 جوہر آباد (41200) پنجاب، پاکستان

0092-300/321-9429027

mahboobqadri787@gmail.com

علمِ قرآن کا اندازہ اگر صرف اعلیٰ حضرت کے اس ترجمہ سے کیجئے جو اکثر گھروں میں موجود ہے اور جس کی کوئی مثال سابق نہ عربی زبان میں ہے نہ فارسی میں ہے اور نہ اردو میں، اور جس کا ایک ایک لفظ اپنے مقام پر ایسا ہے کہ دوسرا لفظ اس جگہ لایا نہیں جا سکتا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

آیت مغفرتِ ذنب کا علمی جائزہ

■ علامہ مفتی سید شاہ حسین گردیزی مدظلہ العالی

مولانا غلام رسول سعیدی نے مسئلہ "ذنب" پر اپنی چند سالہ تحقیق کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

سورہ فتح کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اگلی اور پچھلی کلی مغفرت کا قطعی اعلان کر دیا ہے۔ قرآن مجید میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور نبی، رسول یا کسی بھی شخص کی کلی مغفرت کا اعلان نہیں کیا گیا اور آپ کے سوا کسی کی بھی کلی مغفرت قطعیت کے ساتھ ثابت نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دن آپ کے سوا تمام انبیاء اور مرسلین کو اپنی اپنی فکر دامن گیر ہوگی اور پہلے مرحلہ میں بجز آپ کے تمام نبی اور رسول شفاعت سے گریز کریں گے اور صرف آپ شفاعت کبریٰ فرمائیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی آپ پر عظیم نعمت ہے اور آپ کی منفرد خصوصیت ہے۔ لیکن آپ کی یہ خصوصیت اس وقت ہوگی جب مغفرت ذنوب کا تعلق جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا ہے اس کو برقرار رکھا جائے۔ (۱)

مولانا غلام رسول سعیدی کا یہ موقف ان کی چند سالہ تحقیق کا خلاصہ ہے۔ لیکن ان کی یہی بات [illegible] حضرت عز الدین شافعی برسوں پہلے لکھ چکے ہیں مگر اسے کسی نے قبول نہیں کیا۔ حضرت عز الدین [illegible] لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ خبر دی تھی کہ آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب معاف [illegible] گئے ہیں اور یہ کہیں منقول نہیں نہ کسی نبی نے اپنے متعلق اس قسم کی خبر دی ہو، بلکہ یہ ظاہر ہے کہ [illegible] کوئی خبر نہیں دی۔ اسی لیے جب قیامت میں ان سے شفاعت کرنے کی درخواست کی جائے [illegible] اپنی لغزش کو یاد کر کے جو سرزد ہوئی ہے نفسی نفسی پکارے گا۔ اگر ان میں سے کسی کو بھی یہ معلوم ہوتا [illegible] کی لغزش معاف فرما دی گئی ہے تو شفاعت کے نام سے جھجک کا سوال ہی نہ پیدا ہوتا۔ (۲)

گویا محققانہ موقف اصل میں حضرت عز الدین شافعی کی عبارت کی نقل ہے۔

[illegible] کی وضاحت:

مولانا سعیدی کے موقف کی حضرت عز الدین شافعی کی عبارت سے جو مماثلت ہے اس [illegible] کرنا چاہتے ہیں تاکہ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جائے کہ صدیوں کے فاصلہ کے

باوجود عبارت میں کس قدر قربت ہے۔ حضرت عز الدین شافعی نے لکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خبر دی تھی کہ آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب معاف فرمادیے گئے ہیں۔

مولانا سعیدی نے اس میں ترمیم وتضعیف کرتے ہوئے لکھا سورہ فتح کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اگلی اور پچھلی کلی مغفرت کا اعلان کردیا۔

حضرت عز الدین شافعی نے لکھا:

یہ کہیں منقول نہیں کہ کسی نبی نے اپنے متعلق اس قسم کی خبر دی ہو، بلکہ یہ ظاہر ہے کہ انہوں نے ایسی کوئی خبر نہیں دی۔

مولانا غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

قرآن مجید میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور نبی، رسول یا کسی بھی شخص کی کلی مغفرت کا اعلان نہیں کیا گیا اور آپ کے سوا کسی کی بھی کلی مغفرت قطعیت کے ساتھ ثابت نہیں ہے۔

حضرت عز الدین شافعی لکھتے ہیں:

اسی لیے جب قیامت میں ان سے شفاعت کرنے کی درخواست کی جائے گی تو ہر ایک اپنی لغزش کو یاد کر کے جو سرزد ہوئی ہے نفسی نفسی پکارے گا۔ اگر ان میں سے کسی کو بھی یہ معلوم ہوتا کہ ان کی لغزش معاف فرمادی گئی ہے تو شفاعت کے نام سے جھجک کا سوال ہی نہ پیدا ہوتا۔

مولانا غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دن آپ کے سوا تمام انبیاء اور مرسلین کو اپنی اپنی فکر دامن گیر ہوگی اور پہلے مرحلے میں بجز آپ کے تمام نبی اور رسول شفاعت سے گریز کریں گے۔

اور پھر لکھتے ہیں:

اور آپ کی یہ خصوصیت اسی وقت ہوگی جب مغفرت ذنوب کا تعلق جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا ہے اس کو برقرار رکھا جائے۔

اس تفصیل سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہ اصل مؤقف حضرت عز الدین شافعی کا ہے جسے کمال ہوشیاری سے مولانا سعیدی نے اپنا مؤقف ظاہر کر کے ان کی عبارت کو اپنی تائید میں پیش کردیا اور ہر جگہ ''کلی'' اور ''قطعی'' کی قید لگائی اور پھر ''قرآن مجید'' کا اضافہ بھی اور مغفرت ذنوب کا تعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برقرار رکھنے پر اصرار کیا۔

حضرت عز الدین شافعی ہوں یا مولانا غلام رسول سعیدی اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ دیکھنا یہ ہے کہ انہوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ حقیقت کے مطابق ہے یا نہیں۔ ہم اس بات کو پانچ وجوہات سے بیان کریں گے۔

(۱) قطعیت کی نفی:

سورہ فتح کی اس آیہ کریمہ **لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر** میں ''مغفرت قطعی کا اعلان'' نہیں ہے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ یہ آیت کریمہ قطعی ہے۔ کیونکہ یہ قرآن حکیم میں ہے مگر اس سے جو مفہوم ثابت کیا جارہا ہے وہ قطعی نہیں ہے۔ آیت کریمہ تو قطعی الثبوت ہے مگر اس سے جو مفہوم کشید کیا جارہا ہے وہ قطعی الدلالت نہیں ہے۔ کیونکہ نص قطعی سے جو بات ثابت ہوتی ہے اس کا قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت ہونا ضروری ہوتا ہے۔ یہ اس معنی میں تو قطعی الثبوت ہے کہ یہ آیت کریمہ ہے۔ مگر اس مقام میں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ''مغفرت ذنب'' کی نسبت کی جارہی ہے وہ قطعی الدلالت نہیں ہے۔ یعنی اس میں بے شمار احتمالات موجود ہیں۔ ان احتمالات کا موجود ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس بیان کردہ مفہوم پر دلالت کرنے میں قطعی نہیں ہے۔ حضرت عز الدین شافعی کے شیخ، حضرت محی الدین ابن عربی قدس سرہ لکھتے ہیں:

ان الله قد شرك اهل البيت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فى قوله تعالىٰ ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر. (۳)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اہل بیت کو بھی شریک کیا ہے تو اگر اس آیت کریمہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ''مغفرت کلی قطعیت'' کے ساتھ ثابت ہوتی ہے تو اہل بیت اور صحابہ کرام کی بھی ''مغفرت کلی قطعیت'' کے ساتھ ثابت ہوگی اور اس کے قائل مولانا سعیدی خود بھی نہیں ہیں اور وہ برملا اس کی نفی کرچکے ہیں۔ حضرت ابن عربی قدس سرہ کی عبارت ہم نے اس لیے پیش کی ہے کہ حضرت عز الدین شافعی ان کے فیض یافتہ اور خاص تھے۔ ان کے دمشق کے زمانہ قیام میں ان کی خدمت کرتے رہے اور انہیں وضو تک کراتے تھے۔ تو جب کسی بات میں حضرت عز الدین شافعی کا قول کیا جاسکتا ہے تو اس معاملہ میں ان کے شیخ حضرت ابن عربی قدس سرہ کا قول بدرجہ اولیٰ قبول کیا جاسکتا ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ علماء امت کا ایک بڑا طبقہ اس بات کا قائل ہے کہ اس سے مراد اہل بیت کرام یا امت کے ذنب ہیں تو پھر بھی یہ اپنے مذکورہ معنی میں قطعی الدلالت نہ ہوئی تو جب یہ آیت کریمہ اپنے معنی ومراد میں غیر واضح ہے تو اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ آیت کریمہ ...

حصہ میں "مغفرت کلی قطعیت" کے ساتھ ثابت نہیں ہو سکتی۔

(۲) قرآن حکیم اور مغفرت کلی و قطعی:

حضرت عزالدین شافعی کا یہ کہنا کہ "کسی نبی نے اپنے بارے میں ایسی کوئی خبر نہیں دی" اور مولانا سعیدی کا یہ کہنا کہ "قرآن مجید میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ کسی اور نبی، رسول یا کسی بھی شخص کی کلی مغفرت کا اعلان نہیں کیا گیا ہے۔" یہ خبر نہ دینا اور اعلان کرنا اس کے وجود کی نفی ثابت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ کسی چیز کا عدم ذکر اس کے عدم وجود کو مستلزم نہیں ہوتا۔ اگر حضرات انبیاء کرام کے بارے میں "کلمہ مغفرت" سے خبر یا اعلان مغفرت نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کی مغفرت نہیں ہے۔ ہم ان شاء اللہ اس کی آئندہ صفحات میں وضاحت کریں گے۔ البتہ حضرت عزالدین شافعی نے تو "کسی نبی" کی بات کی تھی مگر مولانا سعیدی نے "کسی نبی، رسول" کے ساتھ "کسی بھی شخص" کا ذکر کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات عالی کو عام آدمی کے مقابل لا کھڑا کیا یہ افسوسناک بات ہے۔ مگر ہم مولانا سعیدی کی خدمت میں گزارش کناں ہیں کہ انطاکیہ کا وہ شخص جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نمائندوں سے ملاقات کی قرآن حکیم میں اس کا ذکر ہے کہ ایک شخص اس شہر کے کسی دور کے مقام سے دوڑتا ہوا آیا، کہنے لگا کہ اے میری قوم ان فرستادہ لوگوں کی اتباع کرو۔ ایسے لوگوں کی اتباع کرو جو تم سے کوئی اجر اور بدلا نہیں مانگتے اور وہ خود بھی سچائی کی راہ پر ہیں اور میرے پاس کون سا عذر ہے کہ اس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھ کو پیدا کیا اور تم لوگوں کو اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ کیا میں اللہ تعالیٰ کے سوا ایسے معبود بنالوں کہ اگر رحمٰن یعنی اللہ تعالیٰ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو نہ ان کی سفارش میرے کام آئے اور نہ وہ مجھ کو چھڑا سکیں۔ اگر میں ایسا کروں تو کھلی گمراہی میں ہوں۔

اِنِّیْ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ○ قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ ○ بِمَا غَفَرَلِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُكْرَمِیْنَ ○ (۴)

یعنی میں تو تمہارے رب پر ایمان لا چکا ہوں تم میری بات سن لو۔ حکم ہوا جنت میں داخل ہو جا، تو اس نے کہا کہ کاش میری قوم کو معلوم ہوتا کہ میرے رب نے میری مغفرت کر دی اور مجھے عزت داروں میں شامل کر دیا۔

علماء تفسیر کے ایک طبقہ نے اسے ظاہر ہی پر رکھا ہے کہ اس شخص کو زندہ ہی جنت میں داخل کر دیا گیا اور بتا دیا گیا کہ تیری مغفرت ہو گئی تو پھر اس نے کہا میرے رب نے میری مغفرت کر دی اور مجھے عزت داروں میں شامل کر لیا کاش کہ میری اس مغفرت کا علم میری قوم کو بھی ہو جاتا۔ اور دوسرے

طبقہ نے یہ کہا کہ جب اس شخص نے کہا کہ میں رب پر ایمان لا چکا تو لوگوں نے اس پر سنگ باری شروع کر دی جس سے اس کا انتقال ہو گیا اور پھر "اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا جنت میں داخل ہو جا۔ تو اس نے کہا کہ کاش میری قوم کو معلوم ہوتا کہ میرے رب نے میری مغفرت کر دی اور مجھے عزت داروں میں شامل کر دیا۔" دونوں صورتوں میں کوئی بھی ہو اس کی مغفرت کلی اور قطعی ہو گئی اور اس کی اطلاع بھی اسے کر دی گئی۔ اس آیت میں "غفر" ماضی کا صیغہ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کام وقوع پذیر ہو چکا اور اب اس کی خبر دی جا رہی ہے اور اس خبر کی اطلاع اس مغفور شخص کو بھی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پہلے اس کی مغفرت ہوئی اور پھر دخول جنت ہوا۔ لہٰذا جب کسی کو جنت کی بشارت دی گئی تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کی مغفرت ہو گئی ہے اور اس سے "کلی" کا مسئلہ حل ہو گیا کہ مغفرت کا ثمر دخول جنت ہے۔ اب اسے دخول جنت کا مژدہ جانفزا مل گیا تو اس کی "کلی" مغفرت ہو گئی۔

اب اگر یہ کہا جائے کہ اس میں "مَا تَقَدَّمَ وَمَا تَاَخَّرَ" کی قید نہیں ہے تو اس سے "کلی مغفرت" کا اثبات نہیں ہو سکتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس شخص کی کلی مغفرت ہو چکی اور داخل جنت ہو چکا یا اس کا فیصلہ ہو چکا ہے کیونکہ "ماتقدم وما تاخر" کی قید سے جو چیز ثابت کی جاتی ہے وہ اس کے بغیر بھی اس مقام میں حاصل ہے اور "قطعی" بھی ہو گئی کہ اس آیت کریمہ کا کوئی دوسرا احتمال نہیں ہے۔ کیونکہ جو چیز نص قطعی سے ثابت ہوتی ہے اس کے دو جزء ہوتے ہیں ایک قطعی الثبوت ہونا وہ تو ظاہر ہے کہ آیت کریمہ ہے اور دوسرا قطعی الدلالت ہونا تو وہ بھی واضح ہے کہ مغفرت اور دخول جنت کی بات اسی شخص کے بارے میں ہے جو "شہر کے کسی دور کے مقام سے دوڑتا ہوا آیا۔" اس میں علماء تفسیر کی دو رائے نہیں ہیں لہٰذا مولانا سعیدی کا یہ لکھنا کہ:

"قرآن مجید میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی نبی، رسول یا کسی بھی شخص کی کلی مغفرت کا اعلان نہیں کیا گیا اور آپ کے سوا کسی کی بھی "کلی مغفرت قطعیت" کے ساتھ ثابت نہیں ہے۔"

درست نہیں ہے۔ قرآن حکیم میں موجود چیز کا انکار کیا گیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات عالی کو ایک عام آدمی کے مقابل لا کھڑا کیا گیا اور یہ زیادتی ہے۔ ایسا کرنا بہر حال کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ قرآن حکیم میں ہے حضرت نوح علیہ السلام نے دعا کی۔

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا ○ (۵)

۱۹۔ مختصر المعانی، ص ۱۱۸۔

۲۰۔ قرآن حکیم، سورۃ التحریم، آیت ۸۔

۲۱۔ قرآن حکیم، سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۷۹۔

۲۲۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۶۵۔

۲۳۔ تفسیر کشاف، ج ۲، ص ۶۸۷۔

۲۴۔ تفسیر تبصیر الرحمٰن، ج ۱، ص ۳۳۵

۲۵۔ تفسیر بیضاوی، ص ۲۹۶

۲۶۔ تفسیر روح المعانی، ج ۱۵، ص ۱۴۰۔

۲۷۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۸۸۔

۲۸۔ فتاویٰ شامی، ج ۱، ص ۷۰

۲۹۔ اصول الشاشی، ص ۱۳۔

۳۰۔ نور الانوار، ص ۸۵۔

۳۱۔ تفسیر جلالین، ص ۴۲۳۔

۳۲۔ حاشیہ جلالین، ص ۴۲۳۔

۳۳۔ شرح عقائد، ص ۱۰۱۔

۳۴۔ شرح عقائد، ص ۱۰۱۔

۳۵۔ نبراس، ص ۴۵۰۔

۳۶۔ صحیح البخاری، ج ۲، ص ۵۶۷۔

۳۷۔ شرح صحیح مسلم، ج ۷، ص ۳۴۱۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام وہ پیغمبر ہیں جن کا ذکر سب سے زیادہ قرآن پاک میں آیا ہے۔ قرآن پاک میں ۱۳۶ جگہوں پر ان کے نام [illegible]۔

ذنب تحقیق وتنقید کے میزان پر

حضرت قبلہ علامہ مفتی محمد رمضان گل تر چشتی قادری

الفتح

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ (الآیت)

"بے شک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرمادی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔" الخ (ترجمہ کنز الایمان)

یہ ہے ترجمہ امام اہلسنّت، مجدد ملت، عظیم البرکت، اعلیٰ حضرت شیخ العرب والعجم، مفسرِ اعظم، پروانۂ شمع رسالت، پاسبان شانِ نبوت، محسنِ جماعت، پیر طریقت الحافظ القاری الحاج سیدنا و مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا۔

لاریب یہ ترجمہ خصوصاً اور عموماً تمام قرآن مجید کا ترجمہ جو کہ کنز الایمان سے موسوم ہے موافق اہلسنت، عقائد کا محافظ، صحیح العقل کا رہبر، اہل حق کا مؤید، صحیح اور واضح اور مصرح حق، جوابات اہل کا بیان حق، بے اصل بیان سے مبرا، کلام معجز نظام کا بار بط ترجمہ، مطابق تفاسیر ارباب علم لغت، مطابق قرآن، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم، انوار بزرگان کا مصداق، الہامی اشارہ اور روحانی نظارہ ہے۔

یہی کہتی ہے بُلبلِ باغِ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہِ ہدیٰ مجھے شوخیٔ طبع رضا کی قسم!

لیکن علامہ غلام رسول سعیدی حال شیخ الحدیث جامعہ دار العلوم نعیمیہ کراچی کے نزدیک لیغفرلک اللہ (الآیت) کا ترجمۂ اعلیٰ حضرت غیر صحیح ہے، کہ

"ہمارے نزدیک یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ ترجمہ لغت، اطلاقات قرآن، نظم قرآن اور اہلسنت کے عقیدہ کے خلاف ہے اور اس پر عقلی خدشات اور ایرادات ہیں۔"

(شرح صحیح مسلم ص ۳۲۵ ج ۷ مطبوعہ لاہور)

اور اسی طرح اپنی مرقومہ شرح صحیح مسلم شریف کی مختلف جلدوں میں اس ترجمہ شریف پر اعتراضات کی واردات فرمائیں کہ

الامان والحفیظ اور یمین و یسار سے بے پرواہ ہو کر وہ وہ موشگافیاں کیں کہ ارباب ادب کو متحیر کر دیا اور یہ کہ اسلاف میں جو بھی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ہم خیال نظر آیا وہ بھی نشانہ سعیدی بنا اور

اخلاف میں جس نے بھی رد و دین کا اظہار کیا تائید حق میں امام اہلسنت کا دم بھرا وہ بھی بگڑ گیا۔

کلۂ جفائے وفا نما جو حرم کو اہلِ حرم سے ہے
کسی بتکدے میں بیاں کروں تو کہے صنم بھی ہری ہری

ترجمۂ اعلیٰ حضرت میں بنیادی اختلاف اس بات میں ہے کہ نسبت ذنب شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں کی گئی لہٰذا

۱...... یہ تفسیر احادیث صحیحہ کے خلاف ہے اور عقلاً مخدوش ہے۔ (شرح صحیح مسلم، ص ۹۸)

۲...... اس تفسیر پر عقلی خدشات بھی ہیں۔ (شرح صحیح مسلم ص، ۱۰۰ ج، ۳)

۳...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح اور صریح احادیث کے برعکس۔ (شرح صحیح مسلم ص، ۶۹۱ ج،

۴...... اس آیت سے امت کی مغفرت لینا صحیح نہیں۔ (شرح صحیح مسلم ص، ۹۸ ج، ۳)

۵...... یہ ترجمہ صحیح نہیں (تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں اور پچھلوں کے۔
(شرح صحیح مسلم ص، ۶۹۴ ج، ۶)
(شرح صحیح مسلم ص، ۶۹۶ ج، ۶)

۶...... اس ترجمہ کے غلط ہونے کی واضح دلیل ہے۔
(شرح صحیح مسلم ص، ۳۲۵ ج، ۷)

۷...... یہ ترجمہ صحیح نہیں۔
(شرح صحیح مسلم ص، ۳۲۲ ج، ۷)

۸...... یہ جوابات باطل و بے اصل ہیں۔
(شرح صحیح مسلم ص، ۳۳۵ ج، ۷)

۹...... یہ تمام احادیث کے خلاف ہے۔

۱۰...... اعلیٰ حضرت نے تصریح کر دی کہ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ کا تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے نہ کہ اگلوں اور پچھلوں کے ساتھ۔ (شرح صحیح مسلم ص، ۳۳۵ ج، ۷)

۱۱...... یہ بات مان لینی چاہیے کہ یہ بات خلافِ تحقیق ہے اور یہی حق پرستی ہے۔
(شرح صحیح مسلم ص، ۳۳۶ ج، ۷)
(شرح صحیح مسلم ص، ۳۳۶ ج، ۷)

۱۲...... اگرچہ اس ترجمہ کی بنیاد کمزور اور غلط ہے۔

۱۳...... وہ ترجمہ کہ لغت قرآن، اسلوبِ قرآن، احادیثِ صحیحہ، آثارِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، مستند علما کے اقوال و نیز ان کے اکابر کی تصریحات کے خلاف ہے۔ (شرح صحیح مسلم ص، ۳۳۶ ج، ۷) وغیرہ وغیرہ

آنکھوں پہ کچھ ایسا ہی پٹہ ہے چڑھایا
مجنوں نظر آئی اسے لیلیٰ نظر آیا

یہ الزامات، خدشات اور ایرادات کے نشتر ذاتِ ستودہ صفات مجددِ ملت پر کیوں؟ کہ انہوں نے اپنے ترجمہ میں معصوم نبی، بے ذنب کو مذنب رسول منسوب ذنب نہیں کہا پھر مغفرت ذنب رسول کا نظر

نہیں اپنایا اس کے خلاف صرفی، نحوی، منطقی بوقلمونیاں، ابحاث کے طوفان، ناعاقبت اندیشی، کے طویل بیان والے کہ مدتوں سے گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مخالفانِ بزرگان جو بدعقیدگی اور بے ادبی کی وجہ سے منہ چھپاتے پھرتے تھے اعلیٰ حضرت اور مسلکِ اہلِ سنت کے خلاف پھر پر تولتے نظر آئے۔

وفا کے بھیس میں بیٹھا ہے کوئی بے وفا بن کر
نگاہِ غور سے دیکھو تو عقدہ صاف ہو جائے

الغرض علامہ سعیدی صاحب کی بے ضرورت، بے وقت تحقیق، بے وجہ بے فائدہ تشریح و تصریح کے پردہ میں تحقیق کے بہانے سے رونما ہونے والے لاوے نے اربابِ علوم، اصحابِ فنون، احبابِ معارف، عاشقانِ مصطفےٰ کو بہت ہی مجروح کیا، غیورانِ ملت، دلسوزانِ جماعت کو دلی صدمہ پہنچایا۔

اور اس دل ہلا دینے والی تشریح، رُلا دینے والی تصریح، تڑپا دینے والی تحقیق، مُرجھا دینے والی تدریس، شرما دینے والی تبلیغ اور اُکسا دینے والی تقریر نے دنیائے اہلِ سنت میں کہرامِ غم اور طوفانِ الم برپا کر دیا۔

نچا مارا ہے یکسر، کیا عرب اور کیا عجم سب کو
خدا غارت کرے اس اختلافِ دین و مذہب کو

کیا یہ سعیدی صاحب وہی ہیں۔

یہی علامہ غلام رسول سعیدی جب مدرسِ دارالعلوم نعیمیہ لاہور تھے انھیں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اور ان کے ترجمۂ قرآن کے متعلق فرماتے تھے:

"اگر قرآن اردو میں نازل ہوتا تو اسی ترجمہ میں ہوتا، اس ترجمہ کو اگر امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ دیکھتے، امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شامی رحمۃ اللہ علیہ دیکھتے تو سراہتے۔ اکتسابِ فیض کرتے، زانوئے تلمذ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے خم کرتے، شاباش دیتے۔ اور سعیدی صاحب فرماتے ہیں اس ترجمہ میں رازی رحمۃ اللہ علیہ کی موشگافیاں ہیں، غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا حصول ہے۔ جامی رحمۃ اللہ علیہ کی وارفتگی ہے نعمان رحمۃ اللہ علیہ کا تفقہ ہے۔ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کی [illegible] ہے ...... مزید فرماتے ہیں:

میں نے اعلیٰ حضرت کا زمانہ نہیں پایا لیکن جب میں اعلیٰ حضرت کی تصانیف کو دیکھتا ہوں، تو میرے دل میں ایک شبیہ ابھرتی ہے۔ جس کی آنکھوں میں فاروقی جلال، لبوں پر ملکوتی تبسم، چہرہ [illegible] کھلا ہوا قرآن، گفتار میں علی المرتضیٰ کی حلاوت، کردار میں ابوذر رضی اللہ عنہ کا استغناء، [illegible] صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، انداز میں بلال رضی اللہ عنہ کی تب و تاب، ...... الغرض اعلیٰ

حضرت کی شخصیت عشاقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جامع عنوان معلوم ہوتی ہے۔"
(توضیح البیان ص ۲۷ مطبوعہ لاہور)

اور اب:

ان تمام گلہائے عقیدت کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے مجدّدِ ملت پر ایرادت، واردات اور جلوت وخلوت میں محسنِ اہلِ سنت، شیخ الاسلام پر عقیدتِ صادقہ کو مخدوش کر دینے والے، غیروں کو جرأتِ گستاخی فراہم کرنے والے، اپنوں کو جسارتِ مقابلہ میسّر کرنے والے بیانات کہ دردمندانِ دیں ماتم کناں نظر آنے لگے۔

اپنوں کی یہ شانِ شریفانہ سلامت
غیروں کو بھی یوں زہرا اُگلتے نہیں دیکھا

امام احمد رضا خاں نے ذنب کو بر بنائے مجازِ عقلی لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ ' الخ میں بذریعہ اضافت لفظِ امت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دُور رکھنے اور نسبت ذنب کو امت کی طرف منسوب کرنے سے جو کرم فرمایا ہے خالی الذہن لوگوں کو عصمتِ انبیا علیہم السلام پر غیر مسلم معترضوں سے چھٹکارا ملتا ہے۔ سُنّی مرہونِ منت ہیں اور امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلہ میں منفرد و متفرد نہیں۔

نہ تنہا من دریں میخانہ مستم
جنید و شبلی و عطار ہم مست

اور اب علامہ سعیدی صاحب شیخ الحدیث صدر مدرسین جامعہ دار العلوم نعیمیہ لاہور کے نہیں بلکہ دار العلوم نعیمہ کراچی کے ہیں بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ علامہ سعیدی صاحب کی مخالفتِ مجدّدِ ملت کی وجہ سے ایک لمبی چوڑی عالمانہ، فاضلانہ، قاہرانہ محققانہ تحقیق کے باوجود بھی خود سعیدی مفتی عبد المجید صاحب، رحیم یار خان بھی تمام سُنیوں، رضویوں، سعیدیوں کی آہ کو پیش کرتے نظر آتے ہیں۔

کہ علامہ غلام رسول سعیدی صاحب...... نے اعلیٰ حضرت کے ترجمۂ قرآن کے خلاف علمِ بغاوت بلند کر کے اہلِ سنت کو نیچا دکھانے اور وہابیت کے پنجے مضبوط کرنے میں نہایت ہی تھوڑے عرصہ میں یقیناً وہ کام کر دکھایا ہے جو پوری ایڑی چوٹی کا زور صرف کرنے کے باوجود کم وبیش ایک سو سال کی طویل مدت میں بھی وہ سرانجام نہ دے سکے جس سے علامہ غلام رسول نے اپنے سعیدی ہونے کی بجائے سعودی ہونے کا عملی مظاہرہ فرمایا ہے۔ (کنز الایمان پر اعتراضات کا آپریشن ص ۵۵)

(از علامہ غلام مہر علی صاحب جواباتِ رضویہ ص ۱۹)

ممکن ہے کہ جب کاظمی صاحب ترجمہ البیان لکھوا رہے ہوں تو ترجمہ لکھنے یا طبع کرنے والے کسی مولوی کو خرید کر کسی وہابی دیوبندی ایجنسی نے کاظمی صاحب کے ترجمہ میں کسی ضمیر فروش مولوی سے گناہ وخلافِ اولیٰ کے الفاظ درج کرا دیے ہوں۔

اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بدبلا نہ دے

ذنب کے متعلق:

الذنب. الاثم والجُرم والمعصيّة.

ذنب گناہ، جرم اور بد عملی کو کہا جاتا ہے۔
(لسان العرب از امام محمد ابن مکرم مصری ص ۳۸۹)

الاثم.

اسمٌ لا فعال المطئية عن الشواب۔ اثم ایسے افعال کو کہتے ہیں جن کے کرنے سے آدمی ثواب سے محروم ہو جاتا ہے۔
(مفردات امام راغب ص ۸)

ہر نبی ورسول صلی اللہ علیہ وسلم ذنب، اثم، جرم اور معاصی سے پاک منزّہ اور معصوم ہوتا ہے۔

عصمت:

حقيقة العصمة ان لا يخلق الله تعالىٰ فى العَبد الذنب مع بقاء قدرته و اختياره

عصمت کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے میں ذنب باوجود بندے کی بقا اور اس کے اختیار کے پیدا نہ کرے۔ (شرح عقائد، علامہ تفتازانی متوفی ۷۹۱ھ)

بل ماهية العصمة عند اهل سُنّت ان لا يخلق الله الذنب فى العبد.

اہلِ سنت کے نزدیک عصمت کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے میں ذنب (گناہ) پیدا ہی نہ کرے۔ (حاشیہ لعصام علی شرح العقائد مولانا عصام الدین متوفی ۹۴۳ھ)

والمقرر ان العصمة عند المتكلمين ان لا يخلق الله فى النّبى ذنباً.

[illegible] متکلمین میں عصمت کی تعریف [illegible] کہ خدا نبی میں کوئی گناہ پیدا نہیں کرتا۔

وهي عندنا ان لا يخلق فيهم ذنباً وهي عند الحكماملكة تمنع الفجور

ہمارے نزدیک عصمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ، نبیوں میں گناہ پیدا نہیں کرتا، حکما کے نزدیک عصمت ایک ایسا ملکہ ہے جو برائی سے روکتا ہے۔

شرح مواقف میر سید شریف علی جرجانی متوفی ۸۱۶ھ

وعدم خلق الله الذنب في العبد ....

خدا تعالیٰ کا بندے میں گناہ کو پیدا نہ کرنے کا نام عصمت ہے۔

نبراس ص ۵۵۲ علامہ عبدالعزیز پر ہاروی۔

مذکورہ حوالہ جات سے آپ نے دیکھ لیا، ذنب اور عصمت ایک دوسرے کی ضد ہے۔ ذنب والا معصوم نہیں اور معصوم ذنب والا نہیں۔ مذنب نہیں۔

الضدان لا يجتمعان. اصول فقہ

ذنب کا ترجمہ مجازِ عقلی کی بنا پر مضاف الیہ امت بنا کر کرنے سے عقیدۂ عصمت محفوظ رہ سکتا ہے۔

یہی ترجمہ مجدد دین وملت نے اختیار فرمایا جس میں وہ منفرد نہیں جسے ہوا خواہاں نے منشاءِ خدا کے خلاف ترجمہ کرنے والا کہا۔

ذنب سے ذنبِ امت فرمانے والے اکابرین۔

۱۔ امام اہلِ سنت مجددِ امت علامہ فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ
۲۔ امام علامہ ابو اللیث سمرقندی متوفی ۳۷۳ھ
۳۔ امام الصوفیا صاحب الحقائق محمد بن حسین ابو عبدالرحمٰن سلمی نیشاپوری، طبقات الصوفیا متوفی ۴۱۲ھ
۴۔ امام مسلک قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ، الشفاء ص ۱۳۸ ج ۲ مصر
۵۔ امام ابو العباس احمد بن محمد سہل بن عطاء الزاہدی بغدادی متوفی ۳۹۹ھ
۶۔ امام ابو القاسم ہبۃ اللہ بن سلام بغدادی الناسخ والمنسوخ ۴۱۰ھ
۷۔ امام مذہب ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ شرح شفا ص ۱۷۵ ج ۴
۸۔ امام حقیقت علامہ شہاب الدین خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ، نسیم الریاض ص ۱۷۵ ج ۴
۹۔ امام ابو حیان اندلسی تفسیر البحر المحیط ص ۵۲۸ ج ۴ بیروت
۱۰۔ امام حنفیت علامہ نسفی تفسیر مدارک التنزیل ص ۵۴۵ ج ۳
۱۱۔ امام تفسیر سید محمود آلوسی روح المعانی ص ۷۷ ج ۱۳ ملتان شریف

۱۲۔ امام واعظ علامہ ملا معین کاشفی، تفسیر حسینی ص ۱۰۷۰
۱۳۔ امامِ شریعت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی، نور العرفان ص ۸۲۵
۱۴۔ امام الفقاہت سید محمد بن ادریس شافعی متوفی ۲۰۴ھ احکام القرآن ص ۳۸ ج ۱
۱۵۔ امام التصوف شیخ اکبر ابن العربی، فتوحاتِ مکیہ ص ۳۳۸ ج ۱۳
۱۶۔ امام المعارف علی شریف جرجانی، شرح المواقف ص ۲۷۹ ج ۸
۱۷۔ امام العلوم والفنون تفتازانی مختصر معانی

مذکورہ زعما ائمہ کرام ذنبك کا ترجمہ ذنبِ مومنین امتک کرنے والے ہیں یہاں اکیلے مترجم امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نہیں جسے سعیدی صاحب نے اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کا نشانہ بنالیا ہے اور کئی غیر ضروری ابحاث پر قلمی جولانیاں دکھا کر عاشقانِ رسول کو اپنے سے نیچا دکھلانے کی سعی ناتمام، ناکام بلکہ بدنام سامنے لا رہے ہیں۔ ترجمہ ذنب، مغفرتِ ذنب، لام تعدیہ کہ تعلیلیہ اور مغفرتِ ذنب کو حضور کے لیے مغفرت کا اعلانِ کلی خصوصیت عظیم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت کر رہے ہیں۔

شاعر کی نوا ہو کہ مغنی کا نفس ہو
ہو جس سے چمن افسردہ وہ بادِ سحر کیا
اے اہلِ نظر! ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ سمجھے نظر کیا

حضرت سعیدی صاحب کی دھن:

حضرت کی دھن کہ ذنب منسوب بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے لہٰذا مغفرتِ رسول ہے اور اس حالانکہ لم يكن للنبي ذنب فما ذا يغفر له ... اس دھن کے خلاف کوئی بھی نظر آیا وہ غیر کج، غلط، مخدوش، مردود ہے اگرچہ وہ ممدوح عالم کیوں نہ ہو، مجدد و مفتی کیوں نہ ہو غیر معتبر ہے اور اس دھن میں نہ معلوم کتنے طالب علم ساتھی، مسلک کے گول مول، غیرتِ ملی سے نا آشنا محبت ایمانی سے نابلد، جذبۂ اسلامی سے کورے، دنیوی شہرت کے خواہاں ڈھنے گئے۔

ان ہمنواؤں میں کچھ تو صرف بے سوچے سمجھے ہمنوائی کی حد تک دھن میں ہم آواز نظر آئے اور کچھ سوچ سمجھ کر ابو الخیر بن کر حضرت سعیدی صاحب کے تتبع میں مغفرتِ ذنب کا نغمہ الاپتے حضرت سعیدی صاحب سے بھی ایک دو قدم آگے بڑھ گئے۔ حضرت سعیدی صاحب نے ذنب کو منسوب الی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارتکاب تو کیا لیکن ترجمہ نہیں کیا اور اگر ترجمہ کیا تو ذنب "بمعنی خلافِ اولیٰ کام" کیا۔ اگرچہ دونوں باتیں غیرت مند سُنی کے لیے باعثِ آزار ہیں، ذنب کا ترجمہ نہ

بھی ہو تو ذنب، ذنب ہی رہے گا، ذنب ہر حال میں ذنب ہے گناہ ہے جس سے اللہ کا ہر نبی و رسول پاک ہے۔ اور اگر ذنب کا ترجمہ خلاف اولیٰ ہے۔ نبی اولیٰ کی صفت غیر اولیٰ نہیں ہو سکتی۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ط نبی کی ہر ادا، ہر پیر وی احسن، اولیٰ، اجمل و اکمل ہے۔

الغرض اُن کے ہر مُو پہ لاکھوں دُرود
اُن کی ہر خُو و خصلت پہ لاکھوں سلام

نبی کا ہر فعل اولیٰ ہے۔ اُمتی یہ حق نہیں رکھتا کہ آقا کی سنت کو غیر اولیٰ کہے، جو کیا اچھا کیا، کرنا بھی اولیٰ نہ کرنا بھی اولیٰ۔

حَسُنَتْ جَمِيعُ خِصَالِهٖ صَلُّوا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

اور مذکورہ ہر دو طریقوں سے سعیدی صاحب کی طرح کوئی طریقہ بھی اختیار کر کے تحقیق انیق کے پاپڑ بیلتے رہنا دل آزار باعثِ سد بار ہوگا اور یہ کام اپنانے والے کا انجام بہت بے قرار اور بیمار ہوگا۔ ع:

علمے کہ راہِ حق ننماید جہالت است

اور علامہ سعیدی صاحب سے ان کے نظریہ کو اپناتے ہوئے ایک دو قدم آگے بڑھنے والے صاحبزادہ مولانا ابو الخیر پیر محمد زبیر صاحب نے ذنب کو باترجمہ اپنی تحریر و تقریر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کر کے رَاٰیٔ سُوْءٍ عَمَلِهٖ حَسَنَةً کے پیشِ نظر بہت کچھ کہتے ہوئے یعنی مسلک رضا والے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو نبیوں، ولیوں بلکہ خود حضور امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔

ایضاً یہ فرقہ مرزائیوں، خارجیوں اور پرویزیوں کی طرح خطرناک ہے۔
(مغفرت ذنب از صاحبزادہ ص ۳-۱۳)

وہ کچھ کہہ ڈالا جو نہ کہنا تھا۔

گھائل تیری نگاہ کا بنوعِ دگر ہر ایک
زخمی کچھ ایک بندہ درگاہ ہی نہیں

جن کے ردِّ عمل میں جواباتِ رضویہ از عالم ربانی، محقق لاثانی علامہ غلام مہر علی اور کتاب معرکۂ ذنب از علامہ غلام مہر علی منصۂ عام پر پیش ہوئی۔

سمجھتے تھے رہے گی جنگ محدود و گل و بُلبل

مگر تخریبِ نظمِ گلستاں تک بات جا پہنچی

ابھی ابھی یہ بات صاحبزادہ ابو الخیر علامہ محمد زبیر صاحب، رُکن الاسلام حیدر آبادی اور آپ کے متعلق اس معاملہ میں مزید کچھ لکھنا چاہتا تھا کہ حضرت مولانا بشیر القادری صاحب خطیب مسجد سبحانی اورنگی ۱۳ کراچی سے ملاقات ہوئی، انہوں نے فرمایا کہ قائد اہلِ سنت علامہ الشاہ احمد نورانی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کثیر تعداد جماعت کے سامنے اس نظریہ ذنب کے متعلق بالیقین اعلیٰ حضرت سے مراجعت لکھوائی تھی اور وہ تحریر میرے پاس ہے میں پہلی فرصت میں پیش کروں گا۔ لہٰذا بس...... اور دُعا ہے اللہ تعالیٰ ان کے پیش رو علامہ سعیدی صاحب کو دیگر مسائل میں مراجعت کرنے کی طرح یہاں بھی مراجعت کی توفیق نصیب فرمائے۔

از کنز و ہدایہ نتواں یافت خدا را
یک پارہ دِل خواں کہ کتابے بہ ازاں نیست

علامہ سعیدی صاحب نے ترجمۂ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ اور اس کے مواقف و مطابق اکابرین علمائے کرام و صوفیائے کرام کے ترجمہ کے خلاف جس انداز کو اختیار فرمایا ہوا ہے وہ ہر ذی شعور کے سامنے ہے۔ کتنے دل اندوگیں ہوئے، کتنے ضمیر بے یقین ہوئے اور کتنے مخلص بے تمکین ہوئے بلکہ مبزاعن الدین ہوئے۔

دِل کے پھپھولے جل اُٹھے سینے کے داغ سے
اِس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اگرچہ اس آگ سے مختلف مقاماتِ ملک و غیر ملک سے سوختاں کی چیخیں، پکاریں، سسکیاں اہلِ زمانے نے سُنیں علامہ سعیدی نے بھی سُنی ہوں گی۔ لاہور، گوجرانوالہ، چشتیاں شریف، ملتان شریف، رحیم یار خاں، حیدر آباد اور خود کراچی سے دردکی آہیں اُٹھیں ان تمام میں میرے نزدیک آہ بصورت مغفرت ذنب مقالہ از سیدی مخدومی محقق اہل سنت محترم علامہ مفتی سید شاہ حسین گردیزی دامت برکاتہم العالیہ طویل الترجیح سعیدی پر اطول تصریح گردیزی ہے جس میں تقریباً ہر مسئلہ صرفی نحوی منطقی روایات و درایات پر علمی و ادبی ابحاث ہیں جو یانِ راہ کے لیے کافی حد تک سامانِ خیر میسر آسکتا ہے۔

دیکھو! اس قوم کی تذلیل نہ ہونے پائے
اُپنے ایوان میں جس قوم کی آواز ہے تُو

علامہ سعیدی صاحب نے ترجمۂ اعلیٰ حضرت اور دیگر ہم مسلک و مذہب بزرگوں کے خلاف اپنی لمبی اور طویل تشریح و تحقیق میں زیر و بم کے طعن کا تان الاپتے ہوئے کہ: جس ترجمہ میں

مغفرت کا تعلق اگلوں پچھلوں کے ساتھ کیا گیا ہے وبلغت، قرآن مجید کی بکثرت آیات میں انبیا علیہم السلام کے ساتھ مغفرت کے تعلق، نظم قرآن، احادیث، آثار اور فقہا اسلام کی تصریحات کے خلاف ہے اس لیے وہی ترجمہ صحیح ہے جس میں مغفرت ذنوب کا تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ الخ (شرح مسلم ص ۳۴۶)

سب سے آخر میں فرماتے ہیں:

ہم نے اپنے اکابر کے جس ترجمہ پر تنبیہ کی ہے وہ ترجمہ ہرچند کہ لغت، اسلوب قرآن، احادیث صحیحہ، آثار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم مستند علما کے اقوال اور خود ان اکابر کی تصریحات کے خلاف ہے...... اس ترجمہ کی اصل عطا خراسانی اور شیخ مکی کے اقوال میں موجود ہے۔

(شرح صحیح مسلم ص ۳۴۶)

جیسے ہر مؤید و مصدق متقدمین یا متاخرین یا معصرین میں ہو، سعیدی کے نزدیک وہ خلاف تحقیق ہے اسی طرح کیونکہ عطا خراسانی بھی اسی نشانے پر تھے، ان کے تمام مناصب اور مراتب کو قابل ذکر نہ سمجھتے ہوئے اپنی تشریح میں ان کے متعلق کچھ منفی رائے رکھنے والے علما کا نام مثلاً امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ضعفا میں بتایا امام ابن حبان نے حافظہ کا ردی کہا اور بتایا کہ وہ خطا کرتے اور خطا کا انہیں علم نہیں ہوتا تھا، اس لیے ان کی روایات سے استدلال کرنا باطل ہے۔

(شرح مسلم ص ۳۴۴ ج ۷)

اور اسی صفحہ پر ایک اور عطا خراسانی ۱۶۳ھ میں فوت ہونے والے کا ذکر کیا۔ کہ عطا خراسانی بہت بدشکل تھا، یہ تناسخ کا قائل تھا، حلول کا قائل تھا...... اور الوہیت کا مدعی تھا۔ (شرح مسلم ص ۳۴۴)

یہاں اس کی اس طور میں ذکر کرنے کی ضرورت نہیں تھی اور وہ عطا خراسانی جو ۱۳۵ھ میں فوت ہو گیا وہ اور تھا۔ وہ ایک مفسر محدث تابع شب زندہ دار پرہیزگار تھا، کبار میں شامل تھا۔

۱۔ عطا خراسانی رحمۃ اللہ علیہ بن عبد اللہ الخراسانی ہی عطا بن مسلم ہیں۔

۲۔ عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن اسعدی رضی اللہ عنھم نے ان سے روایات کی ہیں جو مراسیل میں شمار ہیں۔

۳۔ وہ کثیر الارسال شخص تھے۔

۴۔ حضرت انس، حضرت سعید ابن مسیب، حضرت عکرمہ، حضرت عروہ رضی اللہ عنھم سے اور دیگر حضرات سے روایات کیں۔

۵۔ اور ان سے ان کے بیٹے امام عثمان، امام اوزاعی، امام معمر، شعبہ، امام سفیان یحیی بن حمزہ،

اسمٰعیل بن عیاش رضی اللہ عنھم نے روایات کیں۔

۶۔ آپ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو بھی دیکھا تھا۔

۷۔ امام نسائی نے فرمایا کہ ان کی روایت میں کوئی حرج نہیں۔

۸۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ ابو ایوب، عطا ابن میسرہ، عروہ بن عروہ بن رویم رحمۃ اللہ علیہم ان سے روایت کرتے تھے۔

۹۔ امام احمد بن حنبل، یحیی ابن معین عجلی اور یعقوب بن شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے فرمایا وہ ثقہ تھے۔

۱۰۔ ابو حاتم نے فرمایا لاباس بہ اس کی روایت میں کوئی حرج نہیں وہ اللہ کے نیک بندے تھے۔

۱۱۔ امام دارقطنی نے فرمایا وہ ثقہ تھے اور اسی طرح امام ترمذی نے فرمایا وہ ثقہ تھے ان سے مالک، معمر رضی اللہ عنھما جیسے بزرگوں نے روایت کی۔

۱۲۔ امام ترمذی نے فرمایا وہ ثقہ تھے لم اسمع ان احدًا من المتقدمین تکلم فیه - میں نے نہیں سنا کہ متقدمین میں سے کسی نے اس کی ثقاہت پر اعتراض کیا ہو۔

۱۳۔ حضرت عثمان بن عطا فرماتے ہیں، میرے والد مسکین لوگوں میں بیٹھتے اور انہیں تعلیم دیتے۔

۱۴۔ امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں، "طبقہ تابعین میں یہ تین قابل ذکر ہیں: حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، عطا ابن ابی رباح اور عطا ابن مسلم الخراسانی رحمۃ اللہ علیہ۔ اور فرمایا سوائے ابن حبان رضی اللہ عنہ کے ان پر کسی نے جرح نہیں کی۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، اور امام شعبہ رضی اللہ عنہ اور امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔" (الاتقان)

آپ کے متعلق مماتی فرقے کے مشہور مولوی طاہر پیری نے لکھا ہے کہ عطا بن ابی مسلم خراسانی نے صحابہ سے مرسل وغیر مرسل طریقے سے روایت کیا انہیں امام جرح و تعدیل یحیی ابن معین اور امام المحدثین ابن ابی حاتم نے اپنے والد کے حوالے سے ثقہ کہا ہے۔ (ذیل السائرین ص ۲۵ مردان)

ابن سعد نے کہا وہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور ثقہ تھے اور حضرت انس کے شاگرد تھے۔ اسی طرح طبرانی نے فرمایا۔

(میزان الاعتدال مطبوعہ سانگلہ ہل ص ۳۷ ج ۳ تہذیب التہذیب ص ۱۹۰، ج ۷، ذیل السائرین ص ۲۵ وغیرہ)

متاع دین و دانش لٹ گئی اللہ والوں کی
یہ کس کافر ادا کا غمزۂ خونریز ہے ساقی

عطا الخراسانی رحمۃ اللہ نے ذنبك سے ذنب ابو یک آدم و حوا لیا ہے۔ اس ترجمے کا آپ کا تناسخ کہا جا سکتا ہے غیر صحیح اور غلط ترجمہ کہا جا سکتا ہے جیسے اکابرین متقدمین نے کہا

لیکن ان کے ترجمے پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت خراسانی کا تتبع کرنے والا کہنا ایک بڑی زیادتی ہے جیسے علامہ سعیدی صاحب نے امام اعلیٰ حضرت پاسدار عصمت انبیا، نگران مسلک علما، نگہبان مشرب اولیا مہربان فقرا کو متہم کیا ہے۔

سُنّیت سے کھٹکے سب کی آنکھ میں
پھول ہوگئے ہیں خار ہم

درد:

آ عندلیب مل کے کریں آہ و زاریاں
تُو ہائے گل پکار، میں چلاؤں ہائے دل

شیخ العرب والعجم، مفسر و محقق معظم، علوم کثیرہ کے عالم، محدث و مجدد اعظم، فقیہ و مفکر دوراں، پیشوائے زماں، مقام مصطفےٰ کے پاسبان، بے لوث مرشد، بے داغ شخصیت، مقتدائے مقبول، عاشق رسول، پیر طریقت، سراپا برکت، ممدوح عالم، اہلسنّت کے امام، ذوالمجد والاحترام، الفاضل، الحافظ، القاری، سیّدی سندی آقائی و مولائی ذخری لیومی وغدی المفتی الشاہ احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

زمانہ حضرت کو غوث، قطب، ابدال، استاذ العلما، رئیس الفقرا، تاجدار فنون، سر اللہ المکنون وغیرہ جو کچھ کہتا ہے انہیں نبی کی طرح معصوم تو نہیں کہتا، وہ سب کچھ ہیں لیکن انسان ہیں۔ اگر ان میں کسی کو کوئی سقم، تسامح خلاف اور غلط بات نظر آئے تو وہ اختلاف کا حق رکھتا ہے اور اکابرین و معاصرین کے اختلافات بھی دیکھے۔

گلہائے رنگا رنگ سے ہے زینتِ چمن
اے ذوقؔ اس چمن کو ہے زیب اختلاف سے

لیکن افسوس! اور درد تو ایسے اختلاف سے ہے جسے بذاتِ خود درست صحیح سمجھے اور دوسروں کی سمجھ کو غلط اور غیر درست سمجھے۔

ممکن ہے کہ تو جس کو سمجھتا ہے بہاراں
اَوروں کی نگاہوں میں وہ موسم ہو خزاں کا
شاید کہ زمیں ہو یہ کسی اور جہاں کی
تُو جس کو سمجھتا ہے فلک اپنے جہاں کا

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ذات میں اگر ذنب کو بلا واسطہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں منسوب نہ کرنے اور مغفرتِ ذنب کو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس تشریح پر بات نہیں

کی کہ شاید دیگر مسائل میں تغیر تبدل جائز ناجائز راجح مرجوح ناسخ منسوخ کی طرح اس تشریح پر نظر ثانی ہو جائے۔

لیکن علامہ سعیدی نے نامعلوم کیا کچھ سوچ کر اس مخالفتِ اعلیٰ حضرت کے معاملے میں شدت دکھائی کہ ہر ملنے والے کو مایوس فرماتے رہے۔

کیا خبر کتنے سفینے ڈبو چکی
کتاب مُلّا و صُوفی کی ناخوش اندیشی

اور حضرت علامہ غلام رسول سعیدی صاحب تھے کہ ہر لحہ مخالفتِ اعلیٰ حضرت پہ تُل کر عقیدتوں کا خون کرنے پر تُلے ہوئے تھے۔ نہ معلوم کیا نشہ تھا کہ امام اہلِ سنّت کو ایک عام آدمی سمجھ کر ان کی ہر دینی خدمت سے صَرفِ نظر کر کے انہیں غلطی کرنے والا مخدوش، اپنے بزرگوں سے اختلاف رکھنے والا، خدا کی منشا کے خلاف ذنب کو غیر نبی سے منسوب کرنے والا کہہ کر جماعت اہلِ سنّت بریلویہ سے نفرت دلانے پر جتے ہوئے تھے ع

چوں کُفر از کعبہ برخیزد کُجا ماند مسلمانی

بلکہ ان دنوں راقم الحروف غیر معروف دیہاتی صحرائی بھی اپنے اُستاد معظم محدث اعظم سیّدی سندی مولانا ابو الفضل محمد سردار احمد صاحب فیصل آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت کے تحت (کہ اپنے ہم مسلک علما اور اولیا سے جہاں جاؤ ملتے رہا کرو) حاضر ہوا تو درسگاہِ سعیدی میں اتفاقاً وہاں دیگر علمائے کرام بھی موجود تھے اور امام اہلِ سنّت کی شاعری پر تبصرہ اور اعتراض پر محفل گرم تھی اور اس بات پر بحث تھی کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر کہ۔

کون دیتا ہے دینے کو مُنہ چاہیے
دینے والا ہے سچّا ہمارا نبی ﷺ

درست نہیں تو فقیر نے عرض کی کہ لینے دینے کے لیے منہ دیکھے جاتے ہیں حضور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا: اُطْلُبُوا الْحَوَآئِجَ مِنْ حِسَانِ الْوُجُوْهِ

تو سعیدی صاحب نے فوراً فرمایا یہ حدیث ہی نہیں دیگر علمائے کرام تھے جن کی اکثریت علامہ سعیدی کی تائید میں نظر آئی۔ فقیر یہاں سے طوطی بہ نقار خانہ کے تصور سے بلا بحث واپس آ گیا اگلے دن چند حوالے کتب علماء سے لے کر گیا تو سعیدی صاحب نے فرمایا میں نے کہیں دیکھا کہ کسی عالم دین نے اس کو حدیث ماننے سے انکار کیا ہے لیکن عرضِ ثبوت پر خاموش ہو گئے جبکہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے

اعلیٰ حضرت سے برسوں پہلے اس حدیث کی مطابقت میں رقم فرمادیا ہے کہ۔

ہر حاجت بہ نزدیک ترشرو
کہ از خوئے بدش فرسودہ گردی

ان دنوں عرسِ حضرت خطیبِ پاکستان مولانا حافظ محمد شفیع اوکاڑوی پر تشریف لائے ہوئے شیخ القرآن ابو البیان علامہ غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے علامہ کوکب نورانی کے گھر میں راقم الحروف کی ملاقات ہوئی اور علامہ سعیدی صاحب کے متعلق بھی ذکر تشریح لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ ہوا۔

تو حضرت مولانا شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ نے موجودہ حاضرین کے سامنے فرمایا، مولانا کلتر صاحب! اس معاملے میں آپ سعیدی صاحب سے زیادہ نہ اُلجھو۔

بس تجربہ کردیم دریں دیرِ مکافات
بادرد منداں ہر کہ در اُفتاد اُفتاد

حضرت نے سردست ایک مرقومہ پرچہ بھی مجھے تھمادیا جو میرے پاس اب بھی موجود ہے جو متعلق لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ ہے۔

اور یہی ہدایت و تلقین فرمائی کہ قدرت سے ایسے دریدہ دہنوں اور اکابر پر خواہ مخواہ اعتراض کر کے نیچا دکھانے والوں اور مسلک و مذہب کا شیرازہ بکھیرنے والوں کو سبق جلد تر مل جاتا ہے۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس دَرَد
میلش اندر طعنۂ پاکاں زند
بے اَدب تنہا نہ خود را داشت بد
بلکہ ایں آفت ہمہ آفاق زد

اس پر فقیر بھی خاموش اور فقیر کے ملنے والے اکثر رضوی سُنّی دوست بھی خاموش دیکھے گئے اکثر اہلسنّت کے مختلف جرائد اور کُتب اس نظریے پر تبصرے طبع کرتے رہے۔

فقیر تو حسبِ استطاعت تشریح سعیدی کی تخت زدی اور باغیانہ تحریر کے جواب سے خاموش رہا لیکن حال ہی میں کچھ محققانہ اور مخلصانہ مضامین نظر سے گزرے۔

فقیہِ شہر کی تحقیر کیا مجال مری
مگر یہ بات کہ میں ڈھونڈتا ہوں دل کی کشاد

ان میں ''کنز الایمان پر اعتراضات کا آپریشن'' از قلم مفتی محمد عبد المجید سعیدی رضوی، رحیم یار خاں۔ اور ''مغفرت ذنب'' از قلم مفتی پیر مولانا شاہ حسین گردیزی، کراچی اگرچہ علاوہ ازیں

گردوپیش سے سعیدی صاحب کی تحقیق و تشریح و ایرادات کے جوابات وارد ہو رہے ہیں لیکن ان ہر دو رسالوں میں کافی و شافی دائرہ اُدب میں مواد موجود ہے: رنہ۔

بنے ہیں سنگدل مجبور ہو کر اس ستمگر سے
جواب آخر انہیں دینا پڑا پتھر کا پتھر سے

پھر علامہ محقق گردیزی صاحب کے مضمون ''مغفرت ذنب'' پر تائید و تصدیق فرمانے والے علما پر ایک مضمون کو دار العلوم نعیمیہ کراچی سے نکلنے والے رسالہ ''النعیم'' مارچ ۲۰۰۰ء میں خود ساختہ حضرت سعیدی لیکن اپنے کو محدثِ اعظم کہلوانے کے لیے از تحریر مولانا محمد نصیر اللہ نقشبندی مدیر اعلیٰ ماہنامہ النعیم کراچی طبع کرادیا۔

یہ حق جوئی اور صدق کی وفاداری؟:

حضرت علامہ سعیدی صاحب کی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمے کو غلط ثابت کرانے والی تشریح ناروا پر دُکھ سے مجبور ہو کر گذارشات کے لیے تو بہت سارے مواقع ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے بطفیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اَب صرف دُعا ہے یارب! ہمیں دین و ملت کے نفع و نقصان سے بے نیاز ہو کر ایسا کرنے سے بچا کہ مولانا نصیر اللہ صاحب جیسے کئی طالب علم اس سوچ قاہرانہ سے متاثر ہو کر مستقبل میں یہ نہ کہیں کہ۔

چیست یاراں بعد ازیں تدبیر ما
رُخ سوئے میخانہ دارد پیرِ ما،
شیخ از سِرِ نبی بیگانہ محمد
بعد ازیں بیت الحرم بُت خانہ محمد

> قرآن کا دل ''سورۂ یٰسین کو'' اور ''عروس القرآن'' سورۃ الرحمٰن کو کہا جاتا ہے۔ قرآن پاک کی پہلی وحی ''اقرأ باسم ربك الذي خلق'' غارِ حرا میں اور آخری وحی ''اليوم اكملت لكم دينكم'' ''حج الوداع کے موقعہ پر نازل ہوئی۔

بریلوی ترجمہ قرآن کا علمی تجزیہ: پر ایک تنقیدی نظر

—— ■ تاج الشریعہ حضرت علامہ شاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم والہ وصحبہ اجمعین ۔ سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے ترجمہ قرآن مسمی بہ ''کنز الایمان'' پر مولوی اخلاق حسین قاسمی کا مضمون ''بریلوی ترجمہ قرآن کا علمی تجزیہ'' اخبار ''الجمعیہ'' میں قسط وار چھپ رہا ہے، اس مضمون کی یہ تیسری قسط ہے، جس میں معترض صاحب نے حسب دستور اپنے مبلغ علم کے مطابق سیدنا اعلیٰ حضرت پر اعتراض کا منہ کھولا ہے۔ سیدنا اعلیٰ حضرت نے آیت کریمہ وللمطلقت متاع بالمعروف الآیہ کا ترجمہ یوں کیا ہے'' اور طلاق والیوں کے لئے بھی مناسب نان ونفقہ ہے، یہ واجب ہے پرہیز گاروں پر'' اس ترجمے سے مضمون نگار صاحب کو شکایت یہ ہے کہ یہ ترجمہ اس عورت کا (جسے خلوت صحیح سے پہلے طلاق دے دی گئی اور اس مہر مقرر نہ تھا) کا حکم انہیں بتا رہا ہے کہ بقول ان کے'' آیت کے عموم کو ایک صورت میں خاص کر کے آیت کی حقیقی روح کو بے اثر کر دیا ہے'' مضمون نگار صاحب نے اس آیت کے تحت غالباً تفسیر مدارک کا ارشاد نہ دیکھا، اب ہم سے سنیں ۔ وہ اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں (متاع کی تفسیر میں) ای نفقة العدہ یعنی عدت کا نفقہ۔ اب مضمون نگار صاحب بتائیں کہ یہ فقرہ سیدنا اعلیٰ حضرت ہی کے لئے خاص رکھیں گے یا صاحب مدارک کے اوپر بھی یہی فقرہ جڑیں گے'' آیت کے عموم کو ایک صورت میں خاص کر کے آیت کی حقیقی روح کو بے اثر کر دیا ہے'' اگر ان پر بھی یہی اعتراض فرما دیں تو یہ جناب کا بڑا علمی کمال ہوگا، جس کی بڑی داد دنیائے علم میں جناب کو ملے گی ۔ اور جناب نادر روزگار رہوں گے بلکہ اگلوں میں بھی جناب بے مثل ٹھہریں گے کہ ایسا کارنامہ انجام دیا جس کی جناب کے اکابر کو، نہ کسی عالم متقدم کو ہمت ہوئی۔ اور وہ یہ کہ جناب نے صاحب مدارک علیہ الرحمہ کی خامی ظاہر کر دی جو کسی کو نظر نہ آئی —— اور اگر انہیں معاف کر دیں تو کیوں؟ جب کہ اس جرم میں وہ سیدنا اعلیٰ حضرت کے سلف و پیش رو ہیں، بلکہ آپ کے طور پر ان کا جرم زائد ہے کہ انہوں نے نفقة العدہ کہہ کر خصوص کی تصریح کر دی اور صاف بتا دیا کہ آیت کریمہ خاص عدت والیوں کے

لئے ہے کہ متاع سے مراد عورت کا نان ونفقہ ہے۔ نیز اسی مدارک میں انہوں نے اسی محل پر تصریح فرمائی کہ اگر متاع سے متعہ مراد ہو تو بھی مطلقات سے مراد وہ عورت نہ ہوگی جسے ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دی۔ اور اس کا مہر کچھ نہ بندھا تھا بلکہ وہی عدت والیاں مراد ہوں گی اور ان کے لئے متعہ کا حکم استحبابی ہے۔ وھذا نصہ وان ارید بہالمتعہ فالمراد غیر المطلقہ المذکورہ وھی علیٰ سبیل الندب دیکھئے متاع سے نفقہ عدت یا متعہ مراد بتا کر کیسی صاف تصریح کر دی کہ آیت عدت والیوں کے حق میں ہے، اس مطلقہ عورت کے حق میں نہیں جو بعدھن الآیہ میں مذکور ہوئی۔ اس کے برعکس سیدنا اعلیٰ حضرت نے نہ تو عدت کی قید لگائی نہ مطلقہ مذکورہ کے مستثنیٰ ہونے کی تصریح فرمائی، اب تو آپ کے طور پر آیت کے عموم کو خاص کرنے کا جرم صرف اور صرف صاحب مدارک علیہ الرحمہ نے کیا۔ پھر سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر ہی غصہ کیوں؟ کہئے اس کی وجہ بے جا تعصب کے سوا کچھ نہیں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

مضمون نگار صاحب! سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا ترجمہ تو جناب نے تعصب کی عینک چڑھا کر دیکھا مگر اس مضمون میں جناب نے جو شاہ عبد القادر صاحب کا ترجمہ تحریر کیا ہے،، جو یہ ہے ''خرچ دینا موافق دستور کے'' اس میں بھی کچھ کیا کہ نہیں، قطعاً غور نہ کیا،، ورنہ یہ ترجمہ یہاں نقل نہ کرتے، یا سرے سے سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے ترجمہ پر اعتراض نہ کرتے، اور یہ اس لئے کہ شاہ عبد القادر نے ''خرچ دینا فرمایا'' اور اعلیٰ حضرت نے ''مناسب نان ونفقہ'' کیوں مضمون نگار صاحب! نان ونفقہ، خرچ ہی کا دوسرا نام اور اس کا مصداق ہے یا کچھ اور —— اور جب خرچ نان ونفقہ دو جداگانہ چیزیں نہیں، تو پھر جو اعتراض اعلیٰ حضرت پر کیا وہی شاہ عبد القادر علیہ الرحمہ پر کیوں نہیں؟ اور اعلیٰ حضرت پر اعتراض کے محل میں ان کا ترجمہ کیوں پیش کر رہے ہیں، آخر دونوں ترجموں میں کیا فرق ہے؟ مگر یہ کہ تعصب نے بصر و بصیرت کو ایسا ڈھک لیا ہے کہ اپنا لکھا دیکھ رہے ہیں اور نہ سمجھ رہے ہیں۔ والعیاذ باللہ العظیم

مضمون نگار صاحب! آپ نے ڈپٹی نذیر احمد کا ترجمہ کچھ سمجھ کر ہی نقل کیا یا یہاں بھی وہی مثل ہے کہ ''نقل راچہ عقل'' اگر آپ نے بے سوچے سمجھے نقل کیا ہے تو پھر سے ترجمہ دیکھ لیجئے جسے آپ نے ہی نقل کیا ہے جو یہ ہے'' کپڑے کے جوڑے وغیرہ سے کچھ سلوک کرنا'' اب خوب دیکھ کر اور سمجھ کر بولئے کہ یہ کپڑے کے جوڑے وغیرہ سے کیا مراد ہے؟ یہی نان ونفقہ یا بعبارت شاہ عبد القادر علیہ الرحمہ ''خرچ دینا'' یا کچھ اور یا متعہ، یا نان ونفقہ دونوں ۔ اور بہر تقدیر آیت کریمہ عدت والیوں کے ساتھ خاص ہوئی کہ نہیں ۔ اور اگر نان نفقہ مراد نہیں ہے تو ڈپٹی صاحب کے ترجمہ میں

ظاہری صورت دیکھ کر انہیں اوروں کی مثل بشر سمجھنا، ان کی بشریت کو اپنا سا جاننا، ظاہر بینوں، کو رباطنوں کا دھوکہ ہے۔
شیطان کے دھوکے میں پڑے ہیں۔

ہمسری با اولیا برداشتند
انبیاء راہمچو خود پنداشتند

ان کا کھانا پینا سونا یا افعال بشری اس لئے نہیں کہ وہ ان کے محتاج تھیں۔ اس پر یہ حدیث شریف دال ہے: حاشالست کاحدکم انی ابیت عندربی یطعمنی ویسقینی۔ ان کے یہ افعال بھی اقامت سنت وتعلیم امت کے لئے تھے کہ ہر بات میں طریقہ محمودہ لوگوں کو عملی طور سے دکھائیں سکھائیں جیسے ان کا سہو ونسیان، حدیث میں ہے انی لانسی ولکن انسی لیستن بی میں بھولتا نہیں بھلایا جاتا ہوں تا کہ حالت سہو میں امت کو طریقہ سنت معلوم ہو، امام اجل محمد عبدری ابن الحاج مکی قدس سرہ مدخل میں فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احوال بشری کھانا پینا سونا جماع اپنے نفس کریم کے لیے نہ فرماتے تھے بلکہ بشر کو انس دلانے کے لیے کہ ان افعال میں حضور کی اقتدا کریں کیا نہیں دیکھتا ہے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں اور مجھے ان کی کچھ حاجت نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے تمہاری دنیا میں سے خوشبو اور عورتوں کی محبت دلائی گئی۔ یہ نہ فرمایا کہ میں نے انہیں دوست رکھا اور فرمایا تمہاری دنیا میں سے، تو اسے اوروں کی طرف اضافت فرمایا نہ اپنے نفس کریم کی طرف، صلی اللہ علیہ وسلم، معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اپنے مولیٰ عزوجل کے ساتھ خاص ہے۔ جس پر یہ ارشاد کریم دلالت کرتا ہے کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی۔ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہر صورت بشری اور باطن ملکی ہے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ افعال بشری محض اپنی امت کو انس دلانے اور ان کے لیے شریعت قائم فرمانے کے واسطے کرتے تھے نہ یہ کہ حضور کو ان میں سے کسی شے کی کچھ حاجت ہو جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ انہیں اوصاف جلیلہ وفضائل حمیدہ سے جہل کے باعث بے چارے جاہل یعنی کافر نے کہا اس رسول کو کیا ہوا کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے، عمرو نے سچ کہا کہ یہ قول حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے نہ فرمایا بلکہ اس کے فرمانے پر مامور ہوئے جس کی حکمت تعلیم تواضع وتانیس امت وسد غلو نصرانیت ہے۔ اول، دوم ظاہر اور سوم یہ کہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی امت نے ان کے فضائل پر خدا اور خدا کا بیٹا کہا پھر فضائل محمد یہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ کی عظمت شان کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔ یہاں اس غلو کے سد باب کے لیے تعلیم

فرمائی گئی کہ کہو کہ میں تم جیسا بشر ہوں خدا یا خدا کا بیٹا نہیں، ہاں یوحیٰ الی رسول ہوں، دفع افراط نصرانیت کے لئے پہلا کلمہ تھا اور دفع تفریط ابلیست کے لیے دوسرا کلمہ، اسی کی نظیر ہے جو دوسری جگہ ارشاد ہوا۔

قل سبحن ربی ھل کنت الا بشرا رسولا تم فرمادو پاکی ہے میرے رب کو میں خدا نہیں میں تو انسان رسول ہوں۔ انہیں دونوں کے دفع کو کلمہ شہادت میں دونوں لفظ کریم جمع فرمائے گئے۔ اشھد ان محمد اعبدہ ورسولہ، بندے ہیں خدا نہیں رسول ہیں خدا سے جدا نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ صفحہ ۱۴۵۔۱۴۳ مطبوعہ دارالعلوم امجدیہ کراچی، ۱۴۱۲ھ)

ڈاکٹر صاحب! آپ کے اکابر میں سے مولوی خلیل احمد سہارنپوری نفس بشریت کے متعلق لکھتے ہیں:

"لاریب اخوت نفس بشریت میں اور اولاد آدم ہونے میں ہے اور اس میں مساوات بنص قرآن ثابت ہے اور کمالات تقرب میں نہ کوئی بھائی ہے نہ مثل جانے"

(براہین قاطعہ ص ۳، مطبوعہ بلالی ڈھوک ہند)

اس کے جواب میں علامہ غلام رسول سعیدی جو اس وقت مولانا احمد رضا بریلوی کے مخالفین اور معاندین میں سے ہیں، اور اہلسنت وجماعت کے بعض بنیادی عقائد اور معمولات سے مخالف اختلاف رکھتے ہیں، ایک جگہ فرماتے ہیں۔

"شیخ سہارنپوری کے اس کلام کا حاصل یہ ہے کہ نفس بشریت میں تمام انسان آپ کے مماثل اور مساوی ہیں ہمارے نزدیک یہ کہنا صحیح نہیں ہے انبیاء علیہم السلام میں عام انسانوں کی بہ نسبت ایک وصف زائد ہوتا ہے جو نبوت ہے، وہ حامل وحی ہوتے ہیں، فرشتوں کو دیکھتے ہیں اور ان کا کلام سنتے ہیں اس لئے نبی کی بشریت اور عام انسانوں کی بشریت مماثل اور مساوی نہیں ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ نبوت سے قطع نظر تو نفس بشریت میں مساوات ہے تو میں کہوں گا کہ اس طرح تو نفس حیوانیت میں نطق سے قطع نظر انسان گدھوں، کتوں، اور خنزیروں کے مماثل اور مساوی ہے اور ایسا کہنا انسان کی توہین ہے۔ اسی طرح نفس بشریت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انسانوں کے مماثل اور مساوی کہنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے، اگر یہ کہا جائے کہ قرآن مجید میں ہے:

قل انما انا بشر مثلکم (الکھف:۱۱۰)

تو اس کے دو جواب ہیں ایک جواب یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے:

وما من دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم۔ (الانعام:۳۸)